www.KitaboSunnat.com

حدیث و سنت
زبیر علی زئی

خلافتِ راشدہ کے تیس سال ـــــ حدیث کی تحقیق

زیر نظر مضمون میں ہم مشہور حدیث "خلافة النبوة ثلاثون سنة....." الخ کی تحقیق و تخریج اور اس کا مفہوم پیش کر رہے ہیں تاکہ اس کا صحیح مفہوم طالبان علم دین پر واضح ہو سکے۔

امام ابو داؤد بجستانی نے کتاب السنن (ج ۲ ص ۲۹۰: کتاب السنۃ باب فی الخلفاء) میں، امام ابو عیسیٰ ترمذی نے کتاب السنن (ج ۲ ص ۴۶: ابواب الفتن باب ماجاء فی الخلافۃ) میں، امام عبدالرحمٰن نسائی نے کتاب السنن الکبریٰ (ج ۵ ص ۴۷ ح ۸۱۵۵: کتاب المناقب باب ۵ ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ و عثمان رضی اللہ عنہ و علی رضی اللہ عنہ میں، اور امام ابو حاتم بن حبان بستی نے اصحیح (الاحسان ۶۶۲۳، ۶۹۰۴ موارد الظمآن ۱۵۳۵، ۱۵۳۴) میں اور دیگر محدثین نے بہت سی سندوں کے ساتھ سعید بن جمہان سے، بواسطہ سفینہ ابو عبدالرحمٰن مولیٰ رسول اللہ ﷺ روایت کیا کہ:

قال رسول الله ﷺ: خلافة النبوة ثلاثون سنة ثم يوتي الله الملك من يشاء او ملكه من يشاء قال سعيد قال لي سفينة امسك عليك ابابكر سنتين و عمر عشرا و عثمان الثني عشر و عليا كذا

"نبوت والی خلافت تیس سال رہے گی پھر جسے اللہ چاہے گا (اپنی) حکومت دے گا۔ سعید" نے کہا: سفینہ رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا: شمار کرو، ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دو سال اور عمر رضی اللہ عنہ کے دس سال اور عثمان رضی اللہ عنہ کے بارہ سال اور علی رضی اللہ عنہ کے اتنے (یعنی چھ سال)"

قال سعيد قلت لسفينة ان هولاء يزعمون ان عليا لم يكن بخليفة قال: كذبت استاه بني الزرقاء يعني بن مروان

"سعید نے کہا: میں نے سفینہ رضی اللہ عنہ سے کہا: یہ لوگ بزعم خویش کہتے ہیں کہ: علی رضی اللہ عنہ خلیفہ نہیں تھے۔ تو انہوں نے کہا: ان بنو زرقاء (بنو مروان کے پٹھوں) نے جھوٹ کہا ہے۔ (یعنی یہ بات منہ سے نکلنے کے لائق نہیں ہے)"

یہ الفاظ ابو داؤد کے ہیں۔ باقی مرویات میں تطویل و اختصار کا معمولی اختلاف ہے لیکن مفہوم سب کا ایک ہی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث کے بارے میں امام ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن ہے۔ امام احمد نے کہا:

"حديث سفينة في الخلافة صحيح واليه أذهب في الخلفاء"

(جامع بیان العلم و فضلہ لابن عبدالبر ج ۲ ص ۲۲۵)

"سفینہ ﷺ کی (خلافت کے بارے میں) حدیث صحیح ہے اور میں خلفاء کے سلسلہ میں اس حدیث کا قائل ہوں۔"

امام ابن ابی عاصم نے کہا:

"حديث ثابت من جهة النقل، سعيد بن جمهان روى عنه حماد بن سلمة والعوام بن حوشب و حشرج"

(کتاب السنہ لابن ابی عاصم ج ۲ ص ۵۴۹، ۵۵ ح ۱۱۸۱، ۱۱۸۵)

"یہ حدیث بلحاظ نقل سعید بن جمہان سے ثابت ہے (از سفینہ ﷺ) اس سے حماد بن سلمہ، عوام بن حوشب اور حشرج بن نباتہ نے یہ حدیث بیان کی ہے۔"

اور حافظ ابن تیمیہ نے بھی اسے صحیح قرار دیا (السلسلة الصحيحة للالبانی ج ۱ ص ۷۴۴) امام حاکم نے بھی اسے صحیح کہا ہے (المستدرک ج ۳ ص ۷۱)

اس کے راوی سعید بن جمہان کو امام یحییٰ بن معین، امام نسائی، امام ابن حبان اور امام احمد نے ثقہ قرار دیا، امام ابوداؤد سے بھی اس کی توثیق مروی ہے، ابن عدی نے کہا: میرے خیال میں اس کے ساتھ کوئی حرج نہیں ہے۔ (دیکھئے تقریب التہذیب وغیرہ) حافظ ذہبی نے کہا: "صدوق وسط" (الکاشف ج ۱ ص ۲۸۲) حافظ ابن حجر نے کہا: صدوق لہ افراد (تقریب التہذیب)

لیکن ان ائمہ کے مقابلے میں امام ابوحاتم الرازی نے کہا: "يكتب حديثه ولا يحتج به" یعنی اس کی حدیث لکھی جاتی ہے مگر اس سے حجت نہیں پکڑی جاتی۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ امام ابوحاتم کی یہ جرح متعدد وجوہ سے مردود ہے:

وجہ نمبر ۱: یہ جمہور کی توثیق کے خلاف ہے۔

وجہ نمبر ۲: نصب الرایہ للزیلعی (ج ۲ ص ۴۳۹) میں ہے کہ

"وقول ابى حاتم: لا يحتج به غير قادح ايضا فانه لم يذكر السبب وقد تكررت هذه اللفظة منه في رجال كثيرين من اصحاب الصحيح الثقات الاثبات من غير بيان السبب كخالد الحذاء وغيره والله اعلم"

"امام ابوحاتم کا قول: لا يحتج به غیر قادح ہے کیونکہ انہوں نے اس جرح کا کوئی سبب بیان نہیں کیا ہے۔ انہوں نے اس کلمے کا استعمال صحیحین کے بہت سے ثقہ و ثبت راویوں کے بارے میں بھی کیا ہے۔ مثلاً خالد الحذاء وغیرہ، واللہ اعلم"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حافظ ذہبی نے سیر اعلام النبلاء (ج ۱۳ ص ۲۶۰) پر کہا:

"اذا وثق ابو حاتم رجلا فتمسک بقوله فانه لا یوثق الا رجلا صحیح الحدیث و اذا لیّن رجلا او قال فیه: لا یحتج به، فتوقف حتی تری ما قال غیره فیه فان و ثقه احد فلا تُبنِ علی تجریح ابی حاتم فانه مُتَعَنِّت فی الرجال قد قال فی طائفة من رجال الصحاح: لیس بحجة، لیس بقوی او نحو ذلک"

"جب امام ابو حاتمؒ کسی شخص کو ثقہ قرار دیں تو اس بات کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو کیونکہ وہ صرف اس شخص کو ثقہ کہتے ہیں جو کہ صحیح الحدیث ہوتا ہے۔ اور اگر وہ کسی کی تضعیف کریں یا اس کے بارے میں لا یحتج به کہیں تو توقف کرو تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ اوروں نے کیا کہا ہے۔ اور اگر اسے کسی نے ثقہ کہا ہے تو پھر ابو حاتم کی جرح نہ مانو کیونکہ وہ اسماء الرجال میں متشدد ہیں۔ انہوں نے صحیحین کے رجال کے ایک گروہ کے بارے میں بھی لیس بحجة اور لیس بقوی وغیرہ کہا ہے۔"

لہٰذا امام ابو حاتمؒ کی یہ جرح مردود ہے۔

نمبر۳: امام ابو حاتم پر بعض علماء نے متشدد ہونے کا الزام بھی لگا رکھا ہے۔ لہٰذا احمد بن حنبل جیسے معتدل محققین کے مقابلے میں ان کی گواہی مردود ہے۔ وغیرہ

اسی طرح امام الساجی کا قول "لا یتابع علی حدیثه" بھی مبہم وغیر مفسر ہونے کی وجہ سے مردود ہے اور یہ کوئی جرح بھی نہیں ہے۔ جب کسی شخص کی عدالت ثابت ہو جائے تو اس کی عدمِ متابعت چنداں مضر نہیں ہے۔ چونکہ سعید بن جمہان کا ثقہ ہونا قطعی دلائل سے ثابت ہو چکا ہے لہٰذا اس حدیث میں اس کا تفرد بھی مضر نہیں ہے۔

منکرینِ حدیث کی کارستانیاں

منکرینِ حدیثِ رسول (ﷺ) کا اصل مقصد یہ ہے کہ احادیثِ صحیحہ کو مکرو فریب کے ساتھ جعلی ثابت کردیا جائے تاکہ عامۃ المسلمین کے اذہان میں دَواوینِ اسلام کے بارے میں شکوک و شبہات اور عدمِ اعتماد بیٹھ جائے۔ پھر یہ لوگ سادہ لوح عوام کو صراطِ مستقیم سے، اپنی آراء کی لاٹھی کے ساتھ دور ہانکتے رہیں۔ جس کے نتیجے میں حدیث بچے اور نہ قرآن!

انہی منکرین حدیث میں سے ایک شخص "تمنا عمادی پھلواری" اپنی کتاب "انتظار مہدی و مسیح" میں اس حدیث پر طعن و تشنیع کے تیر چلاتے ہوئے (ص ۵۷ پر) لکھتا ہے:

"اس سلسلۂ روایت میں حشرج بن نباتہ الکوفی کا نام آپ نے دیکھا۔ یہ تقریباً تمام ائمہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رجال کے نزدیک ضعیف الحدیث اور لا یحتج بہ من منکر الحدیث ہیں اور ان کے حدیثوں کی متابعت عموماً نہیں ملتی۔

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ حشرج بن نباتہ کے بارے میں امام احمد نے کہا: "ثقہ"، ابن معین نے کہا: "صالح، ثقہ لیس بہ باس"، ابو زرعہ نے کہا: "لاباس بہ مستقیم الحدیث" ابن عدی نے کہا: "لاباس بہ" ــــ ابوداؤد اور عباس بن عبدالعظیم سے مروی ہے کہ دونوں نے کہا: ثقہ، ترمذی نے اس کی حدیث کو حسن کہا۔ ان کے مقابلے میں ابو حاتم نے کہا: صالح یکتب حدیثہ ولا یحتج بہ، الساجی نے کہا: ضعیف، ابن حبان نے کہا: کان قلیل الحدیث منکر الروایۃ لایجوز الاحتجاج بخبرہ اذا انفرد، نسائی نے ایک دفعہ لیس بالقوی کہہ کر جرح کی اور دوسری دفعہ لیس بہ باس کہہ کر اس کی توثیق کی۔ (ملخصاً من تہذیب التہذیب) حاکم اور ذہبی نے اس کی ایک حدیث کی تصحیح کی (مستدرک ج ۳ ص ۶۰۶) ــــ اسے علی (غالباً ابن المدینی) نے بھی ثقہ کہا (میزان الاعتدال ج ۱ ص ۵۵۱) حافظ ابن حجر نے کہا: صدوق لہم (تقریب) خلاصہ یہ کہ یہ راوی جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ یا صدوق ہے۔ لہٰذا تمنا عمادی اپنے اس دعویٰ میں کاذب ہیں کہ "یہ تقریباً تمام ائمہ رجال کے نزدیک ضعیف الحدیث...... ہیں"

تمنا عمادی کی اس کتاب میں اتنے زیادہ جھوٹ ہیں کہ ان کے جمع کرنے سے ایک کتاب مرتب ہو سکتی ہے مثلاً اسی کتاب کے ص ۵۴ پر لکھتے ہیں:

> "یمن میں معمر بن راشد (متوفی ۱۵۴ھ) جو ازدیوں کے آزاد کردہ غلام تھے، جمع احادیث میں سرگرم رہے۔ یہ آبان بن عیّاش مشہور کذاب سے روایت کرتے تھے۔ مگر آبان کی جگہ ثابت البنانی کا نام ظاہر کرتے تھے (تہذیب التہذیب ص ۱۰۱ ج ۱) مگر محدثین ان کو پھر بھی ثقہ ہی سمجھتے اور لکھتے ہیں"

اب دیکھئے: تہذیب التہذیب کا محولہ بالا صفحہ، تو اس میں لکھا ہوا ہے کہ:

> وحکی الخلیلی فی الارشاد بسند صحیح ان احمد قال لیحیی بن معین وھو یکتب عن عبدالرزاق عن معمر عن ابان نسخۃ: تکتب ھذہ وانت تعلم ان ابان کذاب، فقال: یرحمک اللہ یا ابا عبداللہ اکتبھا و احفظھا حتی اذا جاء کذاب یرو ھا عن معمر عن ثابت عن انس اقول لہ کذبت انما ھو ابان
>
> (تہذیب ج ۱ ص ۱۰۱)

"اور خلیلی نے الارشاد میں صحیح سند کے ساتھ احمد سے نقل کیا کہ انہوں نے ابن معین سے اس وقت کہا جب وہ عبدالرزاق عن معمر عن ابان کا نسخہ لکھ رہے تھے۔ آپ یہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لکھ رہے ہیں جبکہ آپ کو بخوبی علم ہے کہ ابان کذاب ہے۔ تو ابن معین نے کہا: اے ابوعبداللہ! اللہ تجھ پر رحم کرے، میں اسے یاد کرنے کے لئے لکھ رہا ہوں تاکہ اگر کوئی کذاب آئے اور اسے معمر عن ثابت عن انس سے روایت کرے تو میں اسے کہہ دوں کہ تونے جھوٹ کہا۔ معمر کی یہ روایات تو ابان کی سند کے ساتھ ہیں نہ کہ ثابت کی سند سے۔"

اب قارئین بتائیں کہ اس میں معمر کا کیا گناہ ہے۔ اس نے جو سنا، آگے بیان کردیا۔ اس نے ابان کی جگہ آبان کا نام ظاہر کیا اور ثابت کی جگہ ثابت کا نام۔ لہٰذا محدثین انہیں ثقہ نہ سمجھیں تو کیا سمجھیں مگر تمنا عمادی جیسے لوگوں کے قلم رواۃِ حدیث کے بارے میں طعن طرازی کرنے میں آزاد ہیں۔ وہ چاہیں تو دن کو رات اور رات کو دن ثابت کردیں۔

یہ تو حشرج بن نباتہؒ کے بارے میں صحیح موقف کی تحقیق کے ضمن میں ایک دوسرے راوی کا تذکرہ تھا اس کے ساتھ ساتھ یہاں یہ بھی یاد رہے کہ حشرج اپنی اس حدیث میں منفرد نہیں ہیں بلکہ درج ذیل اشخاص نے ان کی متابعت کر رکھی ہے:

عبدالوارث بن سعید (ابوداؤد)

العوام بن حوشب (ابوداؤد)

حماد بن سلمہ (مسند احمد ج ۵ ص ۲۲۰، ۲۲۱)

لہٰذا حشرجؒ پر جرح ہر لحاظ سے مردود ہے۔

اس حدیث کے بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

وهو حديث مشهور من رواية حماد بن سلمة و عبدالوارث بن سعيد والعوام بن حوشب وغيره عن سعيد بن جمهان...... واعتمد عليه الامام احمد وغيره في تقرير خلافة الخلفاء الرشدين الاربعة و ثبته احمد و استدل به على من توقف في خلافة عليؓ من اجل افتراق الناس عليه، حتى قال احمد: من لم يربع بعليؓ في الخلافة فهو اضل من حمار اهله، ونهى عن مناكحته و هو متفق عليه بين الفقهاء و علماء السنة و اهل المعرفة والتصوف وهو مذهب العامة ـــــ وانما يخالفهم في ذلك بعض (اهل الاهواء من اهل الكلام و نحوهم كالرافضة الطاعنين في خلافة الثلاثة او الخوارج الطاعنين في خلافة الصهرين المنافيين: عثمان و عليؓ او بعض الناصبة النافين لخلافة علي او بعض الجهال من المتسننة الواقفين في خلافته" (مجموعہ فتاویٰ ج ۳۵ ص ۱۸، ۱۹)

"اور یہ حدیث حماد بن سلمہ، عبدالوارث بن سعید اور العوام بن حوشب وغیرہ کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت کے ساتھ مشہور ہے۔ انہوں نے سعید بن جمہان سے یہ روایت کی ہے....اور اس روایت پر امام احمد وغیرہ نے چاروں خلفائے راشدین کی خلافت کے سلسلہ میں اعتماد کیا ہے اور احمد نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے اور ان لوگوں پر بطورِ حجت پیش کیا ہے جو علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اس وجہ سے توقف کرتے ہیں کہ اس وقت لوگوں میں تفرقہ پیدا ہو گیا تھا حتیٰ کہ احمد نے یہاں تک کہا: جو شخص علی رضی اللہ عنہ کو چوتھا خلیفہ نہ مانے، وہ اپنے گھر کے گدھے سے زیادہ گمراہ ہے۔ اور احمد نے ایسے شخص کے ساتھ رشتہ نکاح کرنے سے منع کیا اور یہ بات فقہاء، علمائے حدیث، اہلِ معرفت اور علمائے زھد کے درمیان متفق علیہ ہے اور یہی عوام کا مذہب ہے اور اس عقیدہ میں ان کی مخالفت بعض بدعتیوں نے کی ہے: اہل کلام میں سے۔ اسی طرح روافض جو کہ خلفائے ثلاثہ کی خلافت میں طعن کرتے ہیں اور خوارج نے جو کہ نبی ﷺ کے دونوں دامادوں عثمان و علی رضی اللہ عنہم کی خلافت میں طعن کرتے ہیں یا بعض ناصبیوں نے جو کہ علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں طعن کرتے ہیں یا ان نام نہاد سُنی جاہلوں نے جو کہ علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں توقف کرتے ہیں"

بعض علماء نے اس حدیث کے دو شاہد بھی ذکر کیے ہیں:

نمبر۱: عن ابی بکرۃ رضی اللہ عنہ (رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ ج۶ ص ۳۴۲)

نمبر۲: عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ (الواحدی فی الوسیط کمافی الصحیحہ ص ۷۴۵ ج۱)

اعتراض: بعض متاخرین نے دعویٰ کیا ہے کہ سفینہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث صحیح مسلم کی اس حدیث کے خلاف ہے جسے جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا ہے کہ:

"ان ھذا الامر لا ینقضی حتی یمض فیھم اثنا عشر خلیفۃ...... کلھم من قریش" (صحیح مسلم کتاب الامارۃ: باب الناس تبع لقریش والخلافۃ فی قریش)

"یہ دین ختم نہیں ہو گا حتیٰ کہ اس میں بارہ خلیفہ نہ گزریں...... (اور وہ) سارے سارے کے قریش میں سے ہوں گے"۔

حالانکہ یہ اعتراض مُعترض کی کم علمی پر مبنی ہے کیونکہ ان دونوں صحیح حدیثوں میں تطبیق ممکن ہے۔ حدیث سفینہ رضی اللہ عنہ سے مراد خلافتِ راشدہ اور خلافت علی منہاج النبوۃ ہے اور حدیثِ جابر رضی اللہ عنہ سے مراد مطلق خلافت ہے۔ لہٰذا اول میں خلافتِ راشدہ بعد از ثلاثین سنہ کی نفی ہے اور دوسری میں خلافتِ غیر راشدہ کا اثبات ——— لہٰذا دونوں میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ اس تطبیق کی طرف حدیث حافظ ابن حجر نے فتح الباری (ج ۱۳ ص ۲۱۲) میں اور علامہ ابن تیمیہ نے مجموع فتاویٰ میں اشارہ کیا ہے، اور یہی صواب ہے: مزید تفصیل کے لئے ناصرالدین البانی کی کتاب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السلسلۃ الصحیحۃ حدیث ۴۵۹ کا مطالعہ فرمائیں۔ انہوں نے اس موضوع پر تفصیل سے لکھا ہے۔

اعتراض: حکیم فیض عالم صدیقی نے اپنی کتاب "حقیقتِ مذہب شیعہ" ص ۲۴ پر لکھا ہے:

"اس موقعہ کے لئے کسی منچلے نے حدیث سفینہ رضی اللہ عنہ گھڑی جسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں درج کر کے دنیائے رفض کے ہاتھ میں ایک بہت بڑا ہتھیار تھما دیا۔ اس حدیث کے الفاظ ہیں: خلافت تیس برس رہے گی اور پھر ملوکیت ہو جائے گی......"

راقم الحروف کو اس عبارت پر تین اعتراضات ہیں:

(۱) یہ حدیث کسی منچلے نے نہیں گھڑی بلکہ ثقہ و صادق راوی نے جناب سفینہ رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے اور اس ثقہ راوی سے بہت سے ثقہ راویوں نے یہ حدیث سن کر آگے بیان کر دی۔ لہٰذا یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔

(۲) صحیح مسلم میں کہیں بھی یہ حدیث موجود نہیں ہے۔ لہٰذا فیض عالم صدیقی کا یہ صحیح مسلم پر بہتان ہے۔ حکیم فیض عالم صدیقی سے اس طرح دیگر سہوات کا بھی ارتکاب ہوا ہے: مثلاً امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کو نام نہاد کہا: (دیکھئے سادات بن رقیہ ص ۴۶) اور ثقہ امام، ابنِ شہاب زہری میں طعن کے مرتکب ہوئے: (دیکھئے سادات ابن رقیہ ص ۱۱۳ تا ص ۱۱۸) انہیں علمائے اہل سنت سے ہونے کے ناطے کم از کم مسلمانوں کی مقدس کتب پر بہتان طرازی سے اجتناب کرنا چاہئے۔

نمبر ۳: میرا سوال ہے کہ اس حدیث سے دنیائے رفض و کذب کے ہاتھ کون سا ہتھیار آگیا ہے۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ امیرالمومنین ابوبکر رضی اللہ عنہ اور امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ اور امیرالمومنین عثمان رضی اللہ عنہ تینوں خلفائے راشدین علی منہاج النبوہ سے تھے۔ بتائیے وہ کون سا رافضی ہے جو اِن خلفائے ثلاثہ کو خلفاء علی منہاج النبوہ سمجھتا ہے! بلکہ اس حدیث سے تو عقیدۂ رفض کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ وما علینا الا البلاغ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ